خطبہ جمعہ

رمضان کے مہینہ میں دعاؤں کی کثرت، تدریس قرآن کریم اور قیام رمضان کا ضرور خیال رکھنا چاہئے

جس نے رمضان کا روزہ بغیر مجبوری اور جائز عذر کے چھوڑا بعد میں ساری عمر کے روزے بھی اس کی قضا نہیں بن سکتے

ماہ رمضان المبارک کی فضیلت، روزوں کی اہمیت اور ان سے متعلقہ مسائل کا قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے حوالہ سے تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۶/نومبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۶/نبوت ۱۳۸۰ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم-

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ. فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ. وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ. فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ: ۱۸۵)

ترجمہ: گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

اس آیت کریمہ میں جو یہ اعلان کیا گیا ہے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے ان پر بھی روزے فرض کئے گئے یہ صرف قرآن کریم کا اعلان ہے، اس کے علاوہ اور دنیا کی کسی کتاب میں یہ ذکر نہیں۔ روزے ہر قوم میں کوئی نہ کوئی، کسی نہ کسی رنگ کے روزے رکھے جاتے ہیں اور انہوں نے کبھی کسی دوسرے مذہب کی بات نہیں کی کہ فلاں مذہب میں بھی روزے ہیں۔ تو قرآن کریم کے عالمی ہونے کا ایک بہت بڑا ثبوت صرف اسی بات سے ملتا ہے کہ قرآن کریم نے ہر دوسرے مذہب کی بات چھیڑی ہے اور ہر مذہب کے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہاں روزوں کا کوئی نہ کوئی طریق جاری تھا۔ اب ہندوؤں کو بظاہر مشرک تو سمجھتے ہیں لیکن ان کا آغاز توحید سے ہی ہوا تھا۔ ان میں بھی روزوں کی ایک شکل ہے۔ بدھسٹ خدا کے منکر کہلاتے ہیں مگر ان میں بھی روزوں کی شکل ہے۔ کوئی ایک بھی مذہب دنیا میں ایسا نہیں جہاں روزے کی کوئی نہ کوئی صورت نہ پائی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس کلام مجید کی یہ ایک عظیم الشان خوبی ہے کہ یہ لازماً عالمی کتاب ہے ورنہ کسی دوسرے مذہب کی کتاب نے دوسرے مذاہب کے روزوں وغیرہ کا ذکر تک نہیں کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے۔ پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے، نہ شور شرابہ اور اگر کوئی اسے گالی دے یا لڑے جھگڑے تو چاہئے کہ وہ کہے میں تو روزہ دار ہوں۔ مَیں لڑنے کے لئے تیار نہیں ہوں"۔

آپؐ فرماتے ہیں: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں (مقدر) ہیں جن سے وہ فرحت محسوس کرتا ہے اول جب وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسرے جب اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزہ کے باعث خوش ہوگا"۔

(صحیح البخاری کتاب الصوم باب هل يقول انى صائم اذا شتم)۔

یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو حقیقت میں تو کوئی خوشبو ایسی نہیں آتی۔ ہر خوشبو آتی ہے لیکن یہ جو فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو کستوری سے زیادہ خوشبودار لگتی ہے اس سے مسلمان روزہ داروں کا دل بڑھانے والی بات ہے۔ ان کے منہ میں بو آتی ہوگی، خود بھی گھبراہٹ ہوتی ہوگی تو ان کو خوش کرنے کے لئے، ان کا دل رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کو تو تمہاری یہ بو بھی پسند ہے اس سے مومنوں کا حوصلہ بڑھتا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ایک ڈھال اور آگ سے بچانے والا ایک حصن حصین ہے۔

(مسند احمد، باقی مسند المستكثرين)

حضرت سَہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہتے ہیں"۔ اب یہ بھی ایک تمثیل ہے ورنہ حقیقت میں جنت میں تو کوئی دروازے نہیں ہیں لیکن تمثیل کے طور پر لوگوں کو سمجھایا گیا ہے کہ جنت میں ایک راہ ایسی ہے جو صرف روزہ داروں کے لئے مخصوص ہے اور اللہ تعالیٰ روزہ داروں کو ہی اس راہ سے جنت میں داخل کرے گا۔ "قیامت کے دن روزہ دار اس سے داخل ہوں گے اور ان کے سوا کوئی اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔ پوچھا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں تو وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کے سوا کوئی اس میں سے داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی اس سے جنت میں داخل نہ ہو سکے گا"۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب الريان للصائمين)

اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ باقی روزہ دار جو دوسرے مذاہب کے ہیں ان کا کیا حال ہوگا۔ ان کے لئے قرآن کریم میں شرط یہی ہے کہ اگر وہ یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور حساب کتاب کا ان کو یقین ہے تو ان کے لئے رستہ کھلا ہے جنت کا۔ تو مجھے یقین ہے کہ ان کے روزے بھی خدا کے ہاں مقبول ٹھہریں گے۔

حضرت ابو عمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ آپؐ نے فرمایا تیرے لئے روزہ ہے۔ پس روزہ کا بدل نہیں۔ یہ فرمایا کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "ہر چیز میں زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے"۔ (ابن ماجه)

اب اس میں بہت بڑی حکمت کی بات بیان فرمائی گئی ہے کہ ہر چیز میں جو زکوٰۃ دی جاتی ہے تو جسم کی بھی تو ایک زکوٰۃ ہونی چاہئے۔ وہ خدا کی خاطر انسان ان چیزوں سے رکے جن سے وہ روکتا ہے اور وہ چیزیں استعمال کرے جن کی وہ اجازت دیتا ہے تو ایسی صورت میں گویا جسم کی طرف سے زکوٰۃ مل رہی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "کتنے ہی ایسے روزہ دار ہیں کہ ان کو روزوں سے صرف پیاس ملتی ہے اور کتنے ہی رات کو قیام کرنے والے ہیں کہ ان کو قیام سے صرف بیداری ملتی ہے۔ (سنن الدارمی، كتاب الرقاق)۔ اور جو اصل مقصد ہے روزہ کا اور قیام کا وہ پورا نہیں کرتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں"۔ (بخاری كتاب الصوم)

اب دیکھ لیں آج کل مسلمان علماء کا کیا حال ہے۔ اتنا جھوٹ بولتے ہیں کہ شاید ہی کوئی ان

کامقابلہ جھوٹ میں کر سکے بلکہ یقیناً نہیں کر سکتا۔ اوراس کے باوجود روزہ دار بھی ہیں تو حیرت انگیز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو نصیحت فرمائی تھی کہ اگر تم جھوٹ بولو گے تو پھر روزہ کا کوئی فائدہ نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں: ”رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کاماننے والا خداہی کی رضامندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اوران کی پرواہ نہیں کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا اور کہتا ہے یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ روزہ تمہارے لئے اِس واسطے ہے کہ تقویٰ سیکھنے کی تم کو عادت پڑ جاوے۔ ایک روزہ دار خدا کے لئے ان تمام چیزوں کوایک وقت ترک کرتا ہے جن کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اوران کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے، صرف اس لئے کہ اس وقت میرے مولیٰ کی اجازت نہیں۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھروہی شخص ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی اوروہ حرام کھاوے، پیوے اوربدکاری میں شہوت کو پورا کرے۔“

(الحکم۔ ۲۴/ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲)

اب یہ امر واقعہ ہے کہ لوگ جیسا بھی ہو رمضان ایک کڑوے گھونٹ کی طرح پورا کر لیتے ہیں اور پھر دوبارہ انہی برائیوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں جن سے رکنے کی رمضان نے تربیت دی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مزید لکھتے ہیں: ”سب کے بعد تقویٰ کی وہ راہ ہے جس کا نام روزہ ہے جس میں انسان شخصی اور نوعی ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک وقتِ معیّن تک چھوڑتا ہے۔ اب دیکھ لو کہ جب ضروری چیزوں کوایک وقت ترک کرتا ہے تو غیر ضروری کو استعمال کیوں کرے گا۔ روزہ کی غرض اور غایت یہی ہے کہ غیر ضروری چیزوں میں اللہ کو ناراض نہ کرے، اِسی لئے فرمایا: لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (الحکم۔ ۲۴/ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ایک اور تحریر ہے:

”﴿فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ﴾: وہ ایک مسکین کا کھانا بطور صدقہ دیں۔ یہ صدقۃ الفطر کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ تعامل سے ثابت ہے کہ ہر روزہ دار نماز عید سے پہلے ایک مسکین کا کھانا صدقہ دیتا ہے اور میرا اپنا طرز پسندیدہ جو آثارِ سلف کے مطابق ہے، یہ ہے کہ خود روزہ رکھا اور اپنی روٹی کسی غریب کو کھلا دی۔“

یہ تو ہر ایک کے لئے ممکن نہیں مگر رمضان میں عید سے پہلے صدقہ فطر دینے کا رواج ہے اور یہ ضروری ہے۔ پس جتنے بھی اس دفعہ بھی رمضان سے پہلے امام صاحب اعلان کر دیں گے کہ کتنا فطرانہ مقرر ہے وہ اس فطرانہ کے مطابق ہر شخص کے لئے فرض ہے کہ وہ رمضان ختم ہونے سے پہلے وہ ادا کرے تاکہ پھر وہ غرباء کی طرف چلایا جا سکے۔

پھر فرماتے ہیں: ”اور جو لوگ طاقت نہیں رکھتے وہ فدیہ دیں“۔ ﴿فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ﴾ میں یہ عربی قاعدہ کے مطابق یہ بھی ترجمہ ہو سکتا ہے کہ ﴿اَلَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ﴾ جو اس کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دیں اور یہ بھی عربی سے ثابت ہے کہ یُطِیْقُوْنَ نفی کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جو لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پس جن لوگوں پر روزہ فرض ہے اور وہ مستقل طاقت نہیں رکھتے ان کا بھی ذکر آ گیا ہے کہ ان کو بھی فدیہ ضرور دے دینا چاہئے وہ ان کے روزہ کا بدل ہو جائے گا۔

اب ایک بات حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تحریر سے ملتی ہے کہ ایام بیض کو روزہ نہیں رکھ سکتے تو اس روز مسکین کو کھانا کھلا دیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۸/اپریل ۱۹۰۹ء)

اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا دستور تھا کہ چاند کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھا کرتے تھے تو ان کو ایام بیض کہتے ہیں یعنی روشن وقت جو ہیں چاند کے۔ تو جن لوگوں کو یہ توفیق نہیں ہے کہ اس قدر محنت سے وہ باقاعدہ روزے رکھ سکیں ان کو چاہئے کہ وہ رمضان کے مہینہ میں ہی جود وسخا سے بہت کام لیں۔ آنحضرت ﷺ کا یہ طریق تھا، رمضان کے مہینہ میں اتنا صدقہ کرتے تھے کہ جس طرح آندھی میں اور تیزی آ گئی ہو اور بے شمار صدقہ اور خیرات فرمایا کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ایک اور تحریر ہے ”رمضان کے مہینہ میں دعاؤں کی کثرت، تدریس قرآن، قیام رمضان کا ضرور خیال رکھنا چاہئے“۔ اب ہمارے ہاں بھی تدریس قرآن ہوتی ہے اور ہر ہفتہ اور اتوار کو میری بھی باری ہوا کرے گی اور باقی اوقات میں دوسرے علماء دیا کریں گے تو دعا کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

فرماتے ہیں: ”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ رمضان سے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ شرط رکھی ہے اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا کہ ایمان لاتا ہے حقیقت میں رمضان پر اور پھر احتساب کی خاطر روزے رکھتا ہو کہ میں اپنے نفس کا احتساب کر سکوں۔ اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رمضان میں خرچ بڑھ جاتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ روزہ کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ سحری کے وقت اتنا پیٹ بھر کر کھاتے ہیں کہ دوپہر تک بدہضمی کے ڈکار ہی آتے رہتے ہیں اور مشکل سے کھانا ہضم ہونے کے قریب پہنچا تو افطار کے وقت عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر وہ اندھیر مار اور ایسی شکم پری کرتے ہیں کہ وحشیوں کی طرح نیند پر نیند اور سستی پر سستی آنے لگی۔ اتنا خیال نہیں کرتے کہ روزہ تو نفس کے لئے ایک مجاہدہ تھا نہ یہ کہ آگے سے بھی بڑھ چڑھ کر خرچ کیا جائے اور خوب پیٹ پُر کر کے کھایا جائے۔ یاد رکھو اسی مہینہ میں یہ قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا اور قرآن مجید لوگوں کے لئے ہدایت اور نور ہے اسی کی ہدایت کے مطابق عملدرآمد کرنا چاہئے۔ روزہ سے فارغ البالی پیدا ہو جاتی ہے اور دنیا کے کاموں میں سکھ کرنے کی راہیں حاصل ہوتی ہیں۔ آرام تو یا مر کر حاصل ہوتا ہے یا بدیوں سے بچ کر حاصل ہوتا ہے اس لئے روزہ سے بھی سکھ حاصل ہوتا ہے اور اس سے انسان قرب حاصل کر سکتا ہے“۔

یہاں ضمناً یہ نصیحت کردوں کہ یہاں رواج ہے کہ بعض لوگ ثواب کی خاطر جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے روزہ دار کا روزہ کھلوانا ثواب ہوتا ہے یہاں دعوت وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں مگر بہت ضروری ہے یہ احتیاط کہ اس کو سادہ رکھا کریں، بہت پر تکلف دعوتیں کرنا نہ آنحضرت ﷺ کا مقصد ہے، نہ مالی لحاظ سے اتنا بوجھ برداشت کرنا جائز ہے۔ افطاری کرائیں، سادہ رکھیں تاکہ روزہ داروں کو افطاری کروانے کا ثواب تو مل جائے مگر ان کو پُرشکم بنانے کا گناہ نہ ملے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ یہ بھی نکتہ بیان کرتے ہیں کہ جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ ان کو رمضان ہی میں روزوں کی طاقت عطا کر دیتا ہے۔ روزوں سے طاقت نصیب ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”یہ مُبارک بھی دن ہیں اور مُبارک بھی دن ہیں یعنی برکتیں دینے والے اور متبرک دن۔ یعنی وہ دن جن کو خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ملی ہے اور وہ دن جو آگے لوگوں کو برکت دیتے ہیں۔ انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجا لاوے۔ روزہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے ﴿وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌلَّکُمْ﴾ یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے“۔ (البدر جلد ۱، نمبر ۷۔ بتاریخ ۱۲/ دسمبر ۱۹۰۲ء)

اب ﴿وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ ایک طرف تو کُتِبَ فرمایا ہے تو پھر یہ خَیْرٌ لَّکُمْ سے کیا مراد ہے؟۔ تو اس سے مراد غالباً نفلی روزہ ہے کہ اگر تم نفلی روزے بھی بجا لایا کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے یا تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔

اب روزوں کے مسائل کے متعلق کچھ احادیث ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سحری کھایا کرو، سحری کھانے میں برکت ہے“۔(بخاری کتاب الصوم) ۔ تو یہ ہمارے ہاں رواج ہے کہ بچوں کو بھی صبح سحری کے وقت اٹھاتے ہیں اور شامل کر لیتے ہیں اس سے ان کو عادت پڑ جاتی ہے صبح اٹھنے کی اور سحری میں اس پہلو سے بہت برکت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ”جس وقت تم میں سے کوئی ایک اذان سن لے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کر لے“۔(سنن ابی داؤد کتاب الصوم)

مراد یہ ہے کہ اذان کے وقت اگر انسان کھانا کھا رہا ہے تو اس خیال سے کہ نماز میں نہ پہنچے تو یہ شرک ہو جائے گا یہ درست نہیں ہے۔ جس کو بھوک لگی ہو گی وہ اگر اپنی بھوک پوری نہیں کرے گا تو نماز میں بھی پھر بھوک ہی اس کو ستائے گی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو کھانا شروع کر چکا ہو وہ جاری رکھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ بھی سنت تھی کہ جب کھانا کھا رہے ہوتے تھے اور اذان ہو جاتی تھی تو بعض دفعہ آپ وہ چیز ہاتھ میں پکڑ کر چلتے ہوئے بھی کھانا کھا لیتے تھے۔ اس سے یہ استنباط ہم کرتے ہیں کہ یہ بالکل درست ہے کہ کھانا کھڑا ہو کر کھانا بھی جائز ہے۔ بعض علماء اس میں شدت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ہرگز کھڑے ہو کر کھانا نہیں کھانا چاہئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہی شریعت جاری کی ہے اس لئے آپ کی سنت بہرحال ہمیں پابند کرتی ہے کہ اگر کھڑے ہو کر بھی کھانا کھانا پڑے تو کوئی حرج نہیں اس لئے ہماری دعوتوں وغیرہ میں یہ رواج ہے کہ بہت سے لوگ جن کے لئے کرسیاں وغیرہ نہ رکھی جا سکیں ان کے لئے کھڑے ہو کر کھانا کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے“۔

اب بھول کر جو کھایا جاتا ہے اس کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لے وہ اپنے روزہ کو پورا کرے اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔(بخاری کتاب الصوم)

یعنی بھول کر جو روزہ توڑتے تو نہیں مگر بھول کر روزہ میں کھانا کھا لیتے ہیں یہ ان کی اللہ کی طرف سے دعوت ہے۔ تو یہ سمجھ کر کہ میرے کھانے سے روزہ ٹوٹ گیا روزہ چھوڑنا نہیں چاہئے اس کو مکمل کرے کیونکہ خدا کے نزدیک وہ روزہ مکمل ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کھاتے ہوئے اگر کوئی دیکھ لے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تو ایک دفعہ ایک بچی روزہ میں چھپ کر کھانا کھا رہی تھی تو کسی بھائی نے اس کو دیکھ لیا، تو اس نے کہا او ہو! تم نے تو میرا روزہ توڑ دیا دیکھ کر حالانکہ دیکھتا تو خدا ہے روزہ توڑنے والا جو ہے وہ جان کے نہ توڑے، بھول کر کھا لے تو ہرگز گناہ نہیں ہے۔

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

”لوگ اس وقت تک بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے“۔(بخاری کتاب الصوم)

اب یہ بھی ایک خاص نصیحت ہے۔ عام طور پر شیعوں میں یہ رواج ہے کہ بہت دیر میں افطار کرتے ہیں اور اس کو نیکی سمجھتے ہیں مگر جب اللہ کی طرف سے اجازت مل جائے اور افطار کا وقت شروع ہو جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس میں جلدی کیا کرتے تھے، ذرا بھی دیر نہیں کرتے تھے۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشنودی تھی کہ جب خدا کی طرف سے رخصت مل گئی تو خوشی سے فوری طور پر اس کو قبول کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک ہدیہ ہے تو اس لئے شیعوں کی طرح رمضان میں افطاری کے وقت دیر کرنا جائز نہیں ہے۔ جب افطاری کا وقت ہو جائے اس وقت روزہ کھول لینا چاہئے۔ لیکن بعض دفعہ بادل آئے ہوئے ہوتے ہیں اور غلطی سے پتہ نہیں لگتا اور بعد میں سورج نکل آتا ہے تو اس کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ حقیقت میں ان کا روزہ ٹوٹتا نہیں ہے۔ انہوں نے خدا کے رسول کی اس ہدایت کے تابع جلدی کی جس کا مَیں نے ذکر کیا ہے اسلئے ہرگز ان کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جب سورج نکل آئے تو اس وقت ہاتھ روک لیں اور جب افطاری کا وقت ہو جائے تو پھر دوبارہ کھانا شروع کر دیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنے والے میرے بندے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: ”رسول کریم ﷺ ایک سفر پر تھے۔ آپؐ نے لوگوں کا ہجوم دیکھا اور دیکھا کہ اُس میں ایک آدمی پر سایہ کیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اسے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے بتایا: یہ شخص روزہ دار ہے۔ آپؐ نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے“۔

(بخاری کتاب الصوم)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی تعامل یہی تھا کہ بعض دفعہ لوگ سفر کر کے قادیان پہنچتے تھے اور اذان ہونے میں چند منٹ رہتے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کی خاطر ان کو کچھ پیش کر دیا کرتے تھے تو وہ عرض کرتے تھے کہ ہم روزہ دار ہیں۔ آپ نے فرمایا سفر میں تو روزہ کا حکم نہیں ہے۔ اگر چند منٹ بھی رہتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ اب روزہ توڑ دو یہ تمہارا روزہ ہے ہی نہیں۔ جو روزہ خدا کے منشاء کے خلاف ہے وہ کیسے روزہ ہو گیا۔ تو سفر میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔

اب ایک ہی مسئلہ بن جاتا ہے کہ چھوٹا سفر یا لمبا سفر، ہوائی جہاز کا سفر، یہ سب سفر ہی ہیں۔ جب انسان سفر کی نیت سے گھر سے نکلتا ہے تو سفر کی صعوبتیں ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہیں۔ جہاز میں بھی جب چلتا ہے تو سفر شروع ہو جاتا ہے۔ تو یہ غلط فہمی ہے کہ گویا خدا تعالیٰ کو علم نہیں تھا کہ اگلے زمانے میں جہاز جو ہیں تیز چلا کریں گے اور اس میں چند گھنٹے کے اندر معاملہ ختم ہو جائے گا اس لئے روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا۔ قرآن کریم میں تو پیشگوئیاں ہیں پوری وضاحت کے ساتھ کہ جب آسمان پر اس طرح رستے بنیں گے اور آسمان ذَاتُ الْحُبُكِ ہو جائے گا۔ اور اس میں تیزی کے ساتھ جہاز سفر کر رہے ہونگے تو اللہ تعالیٰ کو نہ صرف علم ہے بلکہ اس کی پیش خبری قرآن کریم میں موجود ہے۔ پس یہ الزام ہے آنحضرت ﷺ پر گویا آپؐ نے بے خبری میں یہ ہدایت کی تھی۔ سفر چھوٹا ہو یا بڑا ہو رواج یہ تھا صحابہ کا کہ جب سفر کے لئے نکلتے تھے تو شہر کی حدود سے باہر نکلتے ہی ان کا سفر شروع ہو جاتا تھا اور جب شہر کی حدود میں واپس آکر داخل ہونے والے ہوتے تھے تو وہاں کچھ ٹھہر کر ستا کر، اپنا روزہ، کوئی روزہ تو خیر نہیں رکھتے تھے، مگر کچھ کھا پی لیتے تھے تاکہ اب پھر تسلی سے شہر میں جا کر پھر روزے رکھیں گے۔

ایک روزہ دار کی عادت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق یہ ہے کہ روزہ دار کی بہترین عادت میں مسواک کرنا ہے۔ پس مسواک کرنا صبح و شام اور یا آج کل کے طریق پر برش سے اور کسی پیسٹ سے دانت صاف کرنا یہ سنت ہے، سنت رسول ہے، اس پر عمل کرنا چاہئے۔

اسی طرح خوشبو لگانا۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تیل اور خوشبو کا استعمال کرنا روزہ دار کے لئے بطور تحفہ ہے۔

اب سوالات بھی لوگ عجیب عجیب کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا کہ روزہ داروں کو آئینہ دیکھنا جائز ہے کہ نہیں۔ اب ظاہر بات ہے کہ آئینہ دیکھنے میں کیا گیا ہوگا۔ فرمایا: ”جائز ہے“۔

اب اسی طرح کا ایک اور سوال پیش ہوا کہ حالت روزہ میں سر کو یا داڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟۔ فرمایا: ”جائز ہے“۔ اب آج کل تو داڑھی کو تیل لگانے کا رواج نہیں مگر پرانے زمانے میں لوگ لگایا کرتے تھے۔

سوال ہوا کہ روزہ دار کو خوشبو لگانا جائز ہے کہ نہیں؟۔ فرمایا: ”جائز ہے“۔

سوال ہوا کہ روزہ دار آنکھوں میں سرمہ ڈالے یا نہ ڈالے؟۔ فرمایا: ”مکروہ ہے اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے۔ رات کو سرمہ لگا سکتا ہے“۔

اب سوالات بھی دیکھیں کیسے حیرت انگیز ہیں اور سرمے کے شوقین ان کو یہ نہیں پتہ لگتا کہ سرمہ لگانے والے مردوں کی آنکھوں کو آنکھیں اچھی نہیں لگتیں مگر پرانے زمانے میں یہ رواج تھا کہ آنکھوں کو خوب سرمے سے تیز کیا جاتا تھا۔

اب سورۃ البقرہ کی ۱۸۶ آیت۔ ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ. فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ . وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ.﴾ اس کا ترجمہ ہے: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا“۔ اور اس کا ترجمہ یہ ہے اور وہ بھی درست ہے ﴿اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ کہ رمضان کے بارہ میں قرآن اتارا گیا ہے۔ رمضان کے مہینے میں بھی اتارا گیا ہے اور اس میں رمضان کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ملتا ہے۔ ”کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا“۔

اب مہینے کو دیکھنے سے مراد ہے رمضان کا چاند دیکھ لے۔ اب کل سے انشاء اللہ رمضان شروع ہوگا۔ آج کل کے زمانے میں تو ایسے حساب نکل آئے ہیں کہ چاند کے متعلق پہلے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ کب نکلے گا۔ آج رات تو انشاء اللہ رمضان کا چاند نکل آئے گا۔ تو اگر سفر پر ہو یا مریض ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔

اب یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسائش ہے کہ دوسرے ایام میں ضروری نہیں کہ اگر مجبوراً گرمیوں کے روزے چھوٹے ہیں تو آئندہ گرمیوں میں ہی روزے رکھے۔ نسبتاً ٹھنڈے اور آرام دہ دنوں میں بھی رکھ سکتا ہے۔ لیکن بہانہ جوئی نہ ہو بلکہ حقیقت میں کسی مجبوری سے اس کے روزے چھوٹے ہوں۔ چنانچہ اس جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم سہولت سے گنتی پوری کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تاکہ تم شکر کرو“۔

ایک سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان تمہارے پاس آیا ہے وہ برکت والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو تم پر فرض کیا ہے۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور سرکش شیاطین جکڑ دئے جاتے ہیں“۔

اب یہ مسئلہ بھی غور طلب ہے کہ جو رمضان کے مہینے میں ہر قسم کی بدیاں ہو رہی ہیں وہاں تو شیطان نہیں جکڑے جاتے۔ یہ تو صرف مومنوں کے لئے ہے۔ مومنوں کے دلوں کے شیطان جکڑے جاتے ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ لغزش کرنے سے بھی خوف کھاتے ہیں۔ پس شیاطین، دنیا کے شیاطین تو کھلے پھرتے ہیں ان کو نہیں جکڑا جاتا۔

حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ رمضان کی رات کی جو بھلائی ہے جو اس سے محروم کر دیا گیا وہ ہر بھلائی سے محروم کر دیا گیا“۔ (سنن النسائی، کتاب الصیام)

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا اور اُسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالتِ ایمان میں ثواب کی نیت سے اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے عبادت کرتا ہے۔ وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اُس روز تھا جب اس کی ماں نے اُسے جنم دیا۔

(سنن النسائی کتاب الصوم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا یہ مہینہ تمہارے لئے سایہ فگن ہوا ہے۔ مومنوں کے لئے اس سے بہتر مہینہ کوئی نہیں گزرا اور منافقوں کے لئے اس سے برا مہینہ اور کوئی نہیں گزرا۔ (مسند احمد باقی المستکثرین)

تو مومنوں کے لئے رمضان کا سایہ فگن ہونا بظاہر تو تپش سے انسان کا بہت برا حال ہوتا ہے۔ تو رمضان کا ان پر رحمت کا سایہ ہوتا ہے اور منافقوں کے لئے بڑی مصیبت ہے، بڑی مشکل سے دن کاٹتے ہیں کہ رمضان گزرے تو ہمیں بھی کھلی چھٹی ملے جو چاہیں کریں۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اُس شخص کی ناک مٹی میں ملے جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا مگر اُس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔ اُس شخص کی ناک بھی مٹی میں ملے جس کے پاس رمضان آیا اور گزر گیا قبل اس کے کہ اُس کے گناہ بخشے جائیں۔ اُس شخص کی ناک مٹی میں ملے جس کے پاس اُس کے والدین بڑھاپے کو پہنچے اور اُسے جنت میں داخل نہ کروا سکے۔ (مسند احمد بن حنبل۔ مسند باقی المکثرین)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک سنن الدارمی میں روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر کسی نے رمضان کے روزوں میں سے ایک روزہ بھی بغیر کسی جائز مجبوری یا بیماری کے چھوڑا تو خواہ وہ شخص عمر بھر روزے رکھتا رہے اس کا عمر بھر روزے رکھنا بھی اس کا کفارہ ادا نہیں کر سکتا۔ (سنن الدارمی کتاب الصیام)

پس بیماری کے بغیر عمداً روزہ چھوڑنا۔ آج کل خیال کیا جاتا ہے کہ روزے اگر چھٹ جائیں خواہ مہینوں چھوٹے رہیں تو ان کی قضائے عمری ہو سکتی ہے اور روزے مسلسل رکھے جا سکتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ جو روزہ عمداً چھوڑا جائے وہ گیا، اس کا تو علاج صرف یہ ہے کہ استغفار کرے اور آئندہ عمداً روزہ نہ ترک کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ایک حوالہ ہے: ”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ : قرآن شریف کا طرز ہے کہ پہلے عام فضائل سکھاتا ہے، پھر خاص فضیلت کی بات۔ اِسی طرح پہلے عام رذائل سے ہٹاتا ہے پھر اَرذل الرذائل شرک سے۔ پہلے عام بات کا حکم ہوتا ہے پھر خاص کا۔ مثلاً پہلے عمرہ وغیرہ کا ذکر ہے پھر حج کا۔ پہلے صدقات کی ترغیب ہے پھر زکوٰۃ کی۔ اِسی طرح پہلے یہاں عام طور پر نفلی و فرضی روزوں کا حکم دیا ہے پھر رمضان کے روزوں کا حکم دیتا ہے۔ پہلے شہر رمضان کی فضیلت بیان کی ہے کہ اس میں قرآن شریف نازل ہوا۔ چونکہ قرآن کا اطلاق جزوِ سورہ پر بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام قرآن ماہ رمضان میں نازل ہوا ہے بلکہ صرف ایک جزو سورۃ

کانزول بھی کافی ہے۔ مَیں نے جو تحقیق کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریمؐ جن دنوں غارِ حرا میں عبادت فرمایا کرتے تھے، وہ دن رمضان کے تھے اور وہیں پہلی سورۃ کا جزو نازل ہوا۔"

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۸/اپریل ۱۹۰۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"الفُرقان: قرآن سے مجھے اِس کے یہ معنے معلوم ہوئے کہ فرقان نام ہے اُس فتح کا جس کے بعد دشمن کی کمر ٹوٹ جائے اور یہ بدر کا دن تھا۔ غزوۂ بدر بھی ماہِ رمضان میں ہوا ہے۔ غرض رمضان المبارک کیا بلحاظ فتوحاتِ دنیاوی اور کیا باعتبار ابتداء نزولِ قرآنی یا تاکیدِ قرآنی ہر طرح قابل حرمت ہے۔"(ضمیمہ اخباز بدر قادیان۔ ۸/اپریل ۱۹۰۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیّت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کیلئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا"۔(ملفوظات جلد چہارم، صفحہ ۲۵۸۔۲۵۹)

یہ آخری اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے:

"اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لیے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ مَیں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالتِ سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، نہ اپنی مرضی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا، فرمانبرداری میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم واضح طور پر فرمایا کرتے تھے کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے۔ تمہارا اگر یہ خیال ہے کہ نیکیوں میں بڑھ کر تم خدا تعالیٰ کو تھکا دو گے تو خدا تعالیٰ تو کبھی تھک نہیں سکتا۔ تم خود تھک ہار کر رہ جاؤ گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رضا جوئی کی خاطر جتنی آسانیاں وہ دیتا ہے وہ خوشی سے قبول کرو اور بہتر ہے کہ اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا کرو۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضاً اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ. اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور مَیں نے روزہ نہیں رکھا"۔

(الحکم جلد ۱۱۔ نمبر ۴۔ بتاریخ ۳۱/ جنوری ۱۹۰۷ء۔ صفحہ ۱۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا تکلف ہر کام کرتے تھے۔ ایک ذرہ بھی اس میں کسی قسم کا دکھاوا نہیں تھا۔ ایک دفعہ جوانی کی عمر میں تو آپ نے چھ مہینے تک مسلسل روزے بھی رکھے ہوئے ہیں۔ اور جب روزہ نہیں ہوتا تھا تو مجلس میں اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ رمضان کا مہینہ ہے اگر کچھ منہ خشک ہو، کچھ پینے کی ضرورت پڑے تو اس موقع پر ایک دفعہ ایک بہت بڑا فتنہ برپا ہو گیا۔ مولویوں نے شور مچا دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہ روزوں کے قائل نہیں ہیں حالانکہ یہ بالکل جھوٹ اور افتراء تھا۔ آپ کی طبیعت میں تکلف کوئی نہیں تھا۔ بے ریا طبیعت تھی اور اس کے مطابق آپ نے خود تو نہیں مانگا مگر کسی نے منہ خشک ہوتے دیکھ کر پیالی آگے کر دی۔ اس وقت یہ سوچا کہ اگر مَیں نے اب یہ روک دیا تو یہ دکھاوا ہو جائے گا کہ دیکھو مَیں روزہ دار ہوں تو اس کو قبول کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ دکھاوے کو پسند نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ رمضان کے چند دن جو کل سے شروع ہونے والے ہیں ان میں ہر قسم کے ریا سے پاک رہتے ہوئے ہم اپنا رمضان گزاریں۔ چند دن ہیں اس میں کوئی شک نہیں اور جب ایک دفعہ شروع ہوتا ہے پھر ایک لٹو کی طرح چل پڑتا ہے۔ اور ابھی دیکھتے دیکھتے یہ ختم ہو جائے گا۔ تو دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں سچے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁……✿✿✿✿……❁❁❁